گئی دوسرے آپ مناظرِ اسلام کی حیثیت سے متعارف ہو گئے۔

براہین احمدیہ میں آپ نے اسلام کے حق میں تین سو دلائل دینے کا اشتہار دیا۔ لیکن اسلام کی تائید کے نام پر اس میں اپنے بیشمار الہام اور گورنمنٹ کی حمایت و توصیف کے اعلانات درج کر دیئے۔ یاد رہے۔ مرزا صاحب نے انہیں الہامات کو خام مواد کے طور پر اپنے آئیندہ کے دعادی کے لئے استعمال کیا۔ دراصل تمہید نبوت اس کتاب میں باندھی گئی، بعد کا عرصہ مشقِ نبوت میں گزرا۔

مرزا صاحب نے جس گھٹیا انداز سے انگریز کی مدح سرائی شروع کی مسلمانوں نے اس کا شدید نوٹس لیا۔ ان کو خطوط لکھے کہ انگریزوں کی اس قدر تعریف اور دوسری اسلامی حکومتوں کے مقابلے میں اس کو کیوں ترجیح دی گئی ہے۔؟ اس کا مرزا صاحب نے یہ جواب دیا:

"تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو (براہین احمدیہ) حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت الفاظ بھی لکھے کہ انگریزی عمل داری کو دوسری عمل داریوں پر کیوں ترجیح دی لیکن ظاہر ہے۔ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی رو سے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں" شہ

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا صاحب نے اپنی ہر تحریر میں انگریز کے استبدادی راج کی برکات گنوانی شروع کر دیں اور لوگوں کو ان سے پرخلوص وفاداری کا درس دینے لگے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ نے ایک اشتہار عام اطلاع کے لئے شائع کرایا۔ اس میں فرماتے ہیں:

"گورنمنٹ کو اس عاجز کے خاندان کے خیر خواہ ہونے پر بصیرت کامل تھی اور گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہ عاجز ۱۴ سال سے برخلاف ان تمام مولویوں کے بار بار مضمون شائع کر رہا ہے کہ ہم لوگ گورنمنٹ برطانیہ کے رعیت ہیں ہمارے لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گورنمنٹ ہذا کے زیر اطاعت رہنا اپنا فرض ہے اور بغاوت کرنا حرام اور جو شخص بغاوت کا طریق اختیار کرے یا اس کے لئے کوئی مفسدہ بنا ڈالے یا ایسے مجمع میں شریک ہو یا راز دار ہو تو وہ اللہ و رسولؐ کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اور جو کچھ اس عاجز نے گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننے کے لئے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے، وہ سچ ہے" شہ

۱۸۹۴ء میں ایک اور اشتہار میں ارشاد ہوتا ہے۔

"میں نے برابر ۱۶ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی

کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تصنیف میں یہ لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو براہین احمدیہ، شہادت القرآن، سرمہ چشم آریہ آئینہ کمالات اسلام، حمامتہ البشریٰ، نور الحق وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بارہا اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے۔ اس لئے مسلمانان ہند پہ لازم ہے کہ نہ صرف اتنا کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکر گذاری اور نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔[۱]

اس قسم کی بیشمار تحریریں موجود ہیں جن میں مرزا صاحب کی سامراج نوازی، کاسہ لیسی اور ملت فروشی کی جھلک موجود ہے۔ آپ نے نہ صرف مسلمانان ہند کو ہی درس محکومیت دیا بلکہ پوری عرب دنیا کو برطانوی سامراج کا غلام بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اسلامی حکومتوں کی سالمیت کو تباہ کرنے کے مذہبی لبادہ اوڑھ کر بنت نئی ریشہ دوانیوں کی داغ بیل ڈالی۔ سامراج کی تائید میں آپ نے صرف ہندوستان ہی میں جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ دنیائے اسلام میں جہاد کی ممانعت کا بیڑا اٹھایا، دوسری طرف برطانوی سامراج کی ہر قسم کی حمایت کی تاکہ وہ اپنی جارحیت کے بل بوتے پر اسلامی ممالک کو محکوم بنائیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ بلادِ اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل اور رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کرکے بلادِ شام اور روم اور مصر اور بخارہ وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزارہا روپیہ خرچ کرکے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلادِ شام اور روم کی طرف روانہ کیا۔ اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔"[۱۱]

(باقی آئندہ)

حوالہ جات: [۱] تفصیل کے لئے دیکھیں براہین احمدیہ، شہادۃ القرآن، ستارہ قیصریہ، تریاق القلوب وغیرہم مصنفہ غلام احمد قادیانی۔ [۲] قادیانیت، مؤلفہ ابوالحسن ندوی ص۲۳۔ [۳] براہین احمدیہ حصہ سوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، وزیر ہند پریس امرتسر ص۲۴۸ [۴] قادیانیت مؤلفہ ابوالحسن ندوی۔ [۵] اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۲۔ [۶] ملاحظہ ہو لیکچر سیالکوٹ از مرزا غلام احمد قادیانی۔ [۷] تبلیغ رسالت جلد اول، مرتبہ قاسم علی قادیانی ایڈیٹر فاروق قادیان ۱۹۱۸ ص۱۳ تا ۱۴۔ [۸] ایضاً ص۲۹۱ [۹] تبلیغ رسالت حصہ دوم، مؤلفہ قاسم علی قادیانی فاروق پریس قادیان ۱۹۱۸ ص۹۲۔ [۱۰] ایضاً ص۱۹۲۔ [۱۱] ایضاً ص۱۹۴

ہمارے اسلاف کی خدمات

جناب اختر راہی ایم اے

عیسائی پادری اور سید ناصر الدین ابو المنصوری

برِصغیر میں مشنری سرگرمیاں اور علماء حق

انیسویں صدی کے نصف آخر میں پادریوں کی سرگرمیوں اور سرکاری عہدوں کے لالچ میں چند مسلمان مولوی مرتد ہو کر دائرہ عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ عبداللہ آتھم اور صفدر علی ڈپٹی بن گئے اور مولوی عماد الدین کو بھی یہی عہدہ پیش کیا گیا مگر اس نے مذہبی مناد بننے کو ترجیح دی۔

عبداللہ آتھم عیسائیت قبول کرنے کے بعد اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف لکھنے لگا۔ اس نے کئی رسالے اور کتابیں لکھیں جن میں آرام آتھمی "جواہر القرآن"، "نکاتِ احمدیہ"، "زینۂ فطرت" اور "ہوائے زمانہ" زیادہ معروف ہیں۔ اس نے آخری عمر میں متنبّی قادیان مرزا غلام احمد سے امرتسر میں مناظرہ کیا تھا، جو جنگِ مقدس کے نام سے شائع ہوا تھا۔

صفدر علی کے عزیز و اقارب اس کے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اس نے آگرہ میں عیسائی مشنریوں سے تعلیم پائی۔ یوپی کے لیفٹیننٹ گورنر نے تمغہ امتیاز دیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گورنمنٹ کالج آگرہ میں فارسی کا مدرس ہو گیا۔ پنجاب میں سررشتہ تعلیم کے قائم ہونے پر ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر ترقی پائی۔ بعد ازاں جبل پور تبادلہ ہو گیا اور یہاں عیسائیت قبول کر لی۔ گارسن دتاسی لکھتا ہے کہ:

> "جبل پور میں ایک انجمن اشاعت علوم کی ہے۔ جس کے صدر مولوی صفدر علی ہیں جو ایک صاحب شہرت شخص ہیں اور ناظر تعلیمات ہیں" [1]

پادری عماد الدین پانی پت کے ایک مسلمان گھرانے میں ۱۸۲۲ء میں پیدا ہوا حصول تعلیم کی خاطر آگرے چلا گیا جہاں عیسائی پادریوں کے پھندے میں پھنس کر ۱۸۶۶ء میں عیسائی ہو گیا۔ امرتسر کے مشن کا

انچارج ہوا۔ اور مرتے دم تک (۹ اگست ۱۹۰۰ء) اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں زبان وقلم استعمال کرتا رہا۔ یہ شخص پنجاب میں عیسائیت کا سب سے بڑا ہندوستانی مبلغ رہا ہے۔ گارسن ڈتاسی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

"مولوی عماد الدین پہلے اسلام کے عماد تھے اور اب مسیحی مذہب کی ہندوستان میں بڑی خدمت کر رہے ہیں ؎"

متذکرہ بالا تین مرتد مسلمان پادریوں کو کمک ایک نو عیسائی ہندو رام چند سے ملی۔ رام چند دہلی کے ایک کائستھ خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوا۔ بارہ برس کی عمر میں ایک انگریزی مدرسے میں داخل ہوا۔ فکرِ معاش سے مجبور ہو کر محرّر ہو گیا۔ مگر تعلیم کی تکمیل کے لئے دہلی کالج میں داخل ہو گیا۔ تین سال کی تعلیم کے بعد اسی کالج میں مدرس ہو گیا۔ ۱۸۵۲ء میں ہندو مذہب ترک کر کے بپتسمہ پایا۔ کالج میں ہنگامہ ہو گیا اور طلبہ کی تعداد کم ہو گئی۔ مگر ایسٹ انڈیا کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ایک کتاب پر خلعت پنج پارچہ اور دو ہزار روپے نقد سے نوازا۔ بعد میں کئی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوا اور ۱۸۸۰ء میں راہئی ملکِ عدم ہوا۔

رام چند نے بھی اسلام کے خلاف زہر اگلا۔ اگرچہ وہ ہندو سے عیسائی ہوا تھا مگر اس نے بھی ہندو ازم کو نشانہ بنانے کی بجائے اسلام کو تاکا۔

دیسی عیسائی پادری اپنے آقاؤں سے بڑھ کر تبلیغ عیسائیت میں مستعد تھے انہوں نے انگریز مشنریوں کی کتابوں کے ترجمے کئے اور از خود سینکڑوں کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے۔ جرائد و رسائل جاری کئے۔ مسلمان علماء نے بے زری کے باوجود عیسائی پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا میدانِ قرطاس و قلم یا میدانِ مناظرہ۔ دونوں میں عیسائی پادریوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ نو عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں جو لوگ میدان میں اترتے ان میں سے ایک ناصر الدین ابو المنصور دہلوی تھے۔

سید ناصر الدین کا اصل وطن قصبہ سید آباد (مضافات قنوج) تھا۔ مگر ان کے والد سید محمد علی ناگپور ریذیڈنسی میں میر منشی تھے۔ وہیں ناصر الدین پیدا ہوئے۔ مروجہ علوم کی تحصیل اپنے والد اور دادا سے کی۔ اہلِ کتاب کی کتابوں (توراۃ وانجیل) کی تعلیم ممتاز اہلِ کتاب علماء سے حاصل کی۔ انہوں نے عمر بھر ملازمت اختیار نہ کی بلکہ عیسائی پادریوں کے مساعی وقلمی حملوں کا جواب دیتے رہے۔ البتہ کچھ عرصہ نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال کی مصاحبت میں رہے۔

آخر میں دہلی چلے آئے تھے۔ اور یہیں پادریوں کے جواب میں اپنی کتابیں شائع کیں۔ ان

کے صاحبزادے میر ناصر علی ایڈیٹر "صلائے عام" (م ۱۹۳۳ء) ادبی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ اپنے دور میں وہ مناظرہ کے فن کے امام تھے۔ آخر ۱۹۰۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

عقائد | ابو المنصور دہلوی کی زندگی میں ایک طرف عیسائی مشنری اسلام اور مسلمانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے تو اس کے پہلو بہ پہلو مسلمانوں میں متجددین اسلامی عقائد کی خود ساختہ تشریح و تفسیر میں منہمک تھے، سر سید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) متجددین کے سرخیل تھے انہوں نے تفسیر احمدی لکھی جس میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں حالات سے مطابقت رکھتے ہوئے تشریح کی گئی۔ انہوں نے معجزات سے انکار کیا، معراج کو جسمانی کی بجائے روحانی قرار دیا۔ ملائکہ کے وجود سے انکار کر دیا۔ وغیرہ ـــــ ان عقائد سے سواد اعظم کو اتفاق نہیں تھا۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں نے ان سے برأت کا اظہار کیا۔ ابو المنصور بھی سر سید احمد خان کے ان عقائد اور من مانی تشریحات کو اسلام کے لئے مضر خیال کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے زبانی اور قلمی طور پر مسلمانوں کے عقائد اور اسلام کی تعلیمات کو اصل صورت میں پیش کیا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے تفسیر احمدی کے جواب میں "تنقیح البیان" لکھی اور "تہذیب الاخلاق" کی تردید میں "شلاق" کے نام سے رسالہ لکھا۔

ابو المنصور کی تصانیف | ابو المنصور دہلوی کا دل پسند موضوع اہل کتاب کے عقائد تھے۔ چنانچہ اس موضوع پر ان سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

۱۔ نوید جاوید۔ اس میں عیسائیوں کے مختلف سوالوں کے جوابات دئے گئے ہیں۔

۲۔ عقوبت الضالین۔ پادری عماد الدین کی کتاب "ہدایت المسلمین" کا جواب ہے۔ دوبارہ اصل و جواب دونوں کا محاکمہ بھی تحریر کیا۔

۳۔ لحن داؤدی۔ پادری عماد الدین کی کتاب "نغمہ زنبوری" پر تبصرہ اور تنقید ہے۔

۴۔ تصحیح التاویل۔ پادری عماد الدین نے تفسیر مکاشفات لکھی۔ ابو المنصور دہلوی نے اس کی اکثر غلطیوں کو نمایاں کیا اور حقیقت حال واضح کی جس کا نام "تصحیح التاویل" رکھا۔

۵۔ استیصال۔ پادری رام چند کے رسالہ "مسیح الدجال" کا جواب ہے۔

۶۔ اعزاز قرآن۔ پادری رام چند نے قرآن کے معجزات پر "اعجاز قرآن" کے نام سے ایک تردیدی کتابچہ لکھا تھا جس کا جواب اعزاز قرآن ہے۔

۷۔ انعام عام۔ امریکن مشن لکھنؤ کے پادری سیموئل ہانسن اور پادری رجب علی نے "آئینہ اسلام"